McGill University Library
3 103 077 875 H

IN DOMINO CONFIDO
GRANDESCUNT AUCTA LABORE
McGill
University
Libraries
Islamic Studies Library
341340G
AGF0857

۴۸۶ ہو انکل یاسین
SIS 8412 E/OR
'Arab kā irtidād
Nizāmī, Hasan

نظامیہ تبلیغ کے سلسلہ انسداد و اشاعت اسلام کا حصہ

عرب کا ارتداد

اور اس کا

بزور تیغ انسداد

یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں جو خوفناک فتنۂ ارتداد
برپا ہوا تھا اسکی مفصل تاریخ اور انسدادی تدابیر کا تذکرہ

از حسن نظامی دھلوی

ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء
میں نظامیہ تبلیغ کے مرکز دہلی نے شائع کیا

تعداد اشاعت ۵۰۰۰ ہزار | مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی | قیمت ۴ر

عرب کا ارتداد

اور اُس کا

بزور تیغ انسداد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندوستان میں ۳ سال سے ارتداد کا فتنہ زور شور سے پھیل رہا ہے ہزاروں مسلمان مرتد ہو چکے ہیں، اور لاکھوں کروروں کے مرتد ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ مگر اس تین سال میں مسلمانوں نے ارتداد کے انسداد کے لئے کیا کام کیا؟ اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟ یہ ہر واقف کار کو معلوم ہے میرے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مسلمان امرا تو اپنی حکومتوں کی سیاسی مصلحتوں کے سبب خاموش بیٹھے رہے۔ اور ان میں سے کسی نے بھی اسکی پروا نہ کی کہ ہندوستان کے پردیس میں اپنے کروروں مسلمان بھائیوں کے دین و مذہب کو بچانے کی کوشش کرتے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے حقوق کو اپنی مصلحت اور اپنی دنیاوی سلامتی سے مقدم نہیں سمجھتے۔ اور انکو دنیا دین سے زیادہ پیاری ہے۔

اور جو مسلمانوں کے سیاسی لیڈر تھے، وہ بھی سب کے سب غیر مسلموں کی دوستانہ اغراض کے سبب انسداد ارتداد سے دامن بچائے بیٹھے رہے۔ بلکہ انہوں نے انسداد ارتداد کرنیوالے مسلمانوں کی مخالفت کی، اور اس میں روڑے اٹکائے۔

اور ہندوستان کے تمام مشایخ جنکے اجداد نے ہندوستان کے کروروں آدمیوں کو مسلمان کیا تھا، اور جو آجکل اپنی گدیوں پر بیٹھے ہوئے مریدوں سے ہاتھ چوماتے ہیں، اور نذرانے لیکر بادشاہیاں کرتے ہیں سوائے دو چار بزرگوں کے باقی سب کے سب

انسداد ارتداد کے فرض سے غافل رہے۔ اور اب تک غافل ہیں۔

علمار میں بے شک انسداد کا احساس پیدا ہوا، مگر میں یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے تمام علمار نے انسداد ارتداد کی عملی سرگرمی میں حصہ لیا، البتہ اُن کی ایک بڑی تعداد ادھر متوجہ ہوئی۔ اور اُس نے پوری کوشش کی۔

مگر اب علمار میں بھی چندے کی کمی اور اپنی فطرتی کاہلی اور آسایش پرستی کے باعث گھروں میں منہ چھپا چھپا کر بیٹھے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو مرتد ہونے کے لئے بیکس و بے بس چھوڑ رہے ہیں۔

اسوقت ہندوستان میں مسلمانوں کے ۳ طبقے ہیں، ایک امرا اور دولتمندوں کا طبقہ ہے، دوسرے درمیانی آمدنی والے مسلمان ہیں، تیسرے نہایت غریب اور ادنیٰ طبقہ کے مسلمان ہیں، پہلا طبقہ بالکل غافل ہے، اور تیسرا ارتداد کی وبا میں مبتلا ہے، صرف درمیانی طبقہ کچھ کام کر رہا ہے، اور اس کی مالی امداد اور جسمانی جدوجہد سے انسداد ارتداد کی تھوڑی بہت کوشش ہو رہی ہے۔ لیکن یہ کوشش بہت محدود ہے، اور بالکل بے نتیجہ نہیں تو اس محدود کوشش سے خاص نتائج حاصل ہونے کی بھی توقع نہیں ہے۔

ان حالات کو دیکھکر میں عرب کے فتنہ ارتداد کی تاریخ شائع کرتا ہوں، جس سے میرا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ابتدائی فتنہ ارتداد کے حالات سے واقف ہوں، اور یہ بھی دیکھیں کہ جب یہ فتنہ برپا ہوا تو ہر درجہ اور ہر طبقہ کا مسلمان اس کے انسداد کی تدابیر اور کوششوں میں مصروف ہو گیا تھا، خلیفۂ اعظم حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے لے کر نہایت معمولی درجہ کے مسلمانوں تک سب ہی نہایت فکرمندی اور پورے جوش و خلوص کے ساتھ انسداد ارتداد کی سعی میں مصروف تھے۔ اور انہوں نے اپنے تمام ذاتی کام اور ذاتی مصلحتیں ترک کر کے ہمہ تن انسداد ارتداد کے کام میں اپنے آپ کو

لگا دیا تھا، یہانتک کہ انہوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں، اور ایک ایک لڑائی میں ایک ایک ہزار مسلمانوں نے دین کے بچاؤ کے لئے اپنے سر قربان کر دیئے چنانچہ یمامہ کی لڑائی میں ایک ہزار مسلمان شہید ہوئے، جن میں آٹھ سو کے قریب حافظ قرآن تھے۔

اب ہندوستان کے مسلمانوں کو غیرت آنی چاہیئے کہ انکے بزرگوں نے ابتدائی ارتداد کے وقت تو ایسی سرفروشیاں کیں، مگر وہ ہندوستان میں بالکل غافل بیٹھے ہیں، اور بے پروائی سے مسلمانوں کا ارتداد دیکھ رہے ہیں۔

انسدادی سبق۔ یہ رسالہ عرب کے ابتدائی فتنۂ ارتداد کی تاریخ ہی نہیں بتائیگا بلکہ یہ بھی بتائیگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اصحاب نے کس طریقہ سے تمام ملک عرب میں بھڑکی ہوئی ارتداد کی آگ کو اور کس تدبیر سے اور کتنی جلدی یعنی صرف دس مہینہ میں بجھا دیا۔

اگرچہ صحابہ کی تدابیر انسداد میں تلوار کو بڑا دخل تھا، اور آجکل ہمارے پاس تلوار نہیں ہے، اور نہ انگریزوں کے محکوم ہونے کے سبب قانوناً ہم کو تلوار چلانے کی اجازت ہے، مگر خونریزی کے سوا اور ہر قسم کی جد و جہد اور سرگرمی انسداد ارتداد کے لئے ہم کر سکتے ہیں، اور ہم کو یہ رسالہ پڑھکر اپنے اندر صحابہ کرام کی پیروی کا پورا جوش پیدا کر لینا چاہیئے۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ ہمارے ایمان کمزور ہو گئے ہیں، اور ہندوستان میں ہمارے امراء، اور ہمارے سیاسی لیڈر، اور ہمارے روحانی پیشوا یعنی مشائخ فقط نام کے مسلمان رہ گئے ہیں، اور انکو اسلام کا ذرا بھی درد نہیں ہے۔

عرب کے ارتداد کی ابتداء اس رسالہ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی حیات مبارک ہی میں بعض لوگ مرتد ہو گئے تھے، اور بعض جھوٹے پیغمبروں نے جھوٹی پیغمبری کا دعویٰ کر دیا تھا، اور ان جھوٹے پیغمبروں کو قومی تعصب کی وجہ سے کامیابی بھی ہو گئی تھی، کیونکہ عرب اقوام میں خاندانی تعصب

بہت زیادہ تھا، اور وہ قبیلہ قریش کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو سچا جاننے کے باوجود اور یہ سمجھنے کے بعد کہ ہمارے قبیلہ کا پیغمبر جھوٹا ہے، محض خاندانی تعصب سے مرتد ہو جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ اگرچہ محمدؐ سچے رسول ہیں اور ہمارے قبیلہ کا پیغمبر جھوٹا دعویٰ کرتا ہے، لیکن ہم اپنے قبیلہ کے پیغمبر کی اطاعت کو قریش کے پیغمبر کی اطاعت سے اچھا سمجھتے ہیں، کیونکہ اپنا اپنا ہے اور غیر غیر ہے۔ چنانچہ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد لوگ اپنے اپنے قبائل کے پیغمبروں سے منہ در منہ کہتے تھے کہ تو جھوٹا پیغمبر ہے، اور محمدؐ سچے پیغمبر ہیں مگر چونکہ تو ہمارے قبیلہ کا پیغمبر ہے اسواسطے ہم تیری اطاعت کریں گے، قریش کے پیغمبر کی اطاعت نہیں کریں گے

ایک وجہ قبائل عرب کے مرتد ہونے کی یہ بھی تھی کہ اُنکے بعض سرداروں اور جھوٹے پیغمبروں نے عوام میں یہ خیال پھیلا دیا تھا کہ محمدؐ کا دعویٰ نبوت دنیاوی حکومت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اسواسطے بجائے اسکے کہ ہم دنیاوی حکومت محمدؐ کی اطاعت میں حاصل کریں، خود ہی اپنی ذاتی کوشش سے خود مختارانہ اقتدار حاصل کیوں نہ کریں۔

ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ ان قبائل میں جہالت عام تھی، اور وہ ابھی تک اسلام کو اور اُسکی تعلیم کو اچھی طرح سمجھے بھی نہیں تھے۔

اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنی آزادانہ خصلت کے سبب فریضہ زکوٰۃ کو خراج اور جزیہ سمجھکر اسکو اپنی آزادی کی توہین خیال کرتے تھے۔

الغرض مختلف اسباب اور مختلف وجوہات نے جمع ہو کر تمام ملک عرب میں ایک ہل چل ڈالدی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق تخت خلافت پر بیٹھے تو اُنکو تمام ملک میں ارتداد کی آگ بھڑکی ہوئی نظر آئی۔ اور اُنکو سب سے پہلے اسی آگ کے بجھانے کا کام نہایت محنت و مستعدی سے کرنا پڑا۔

میں نے جہانتک تاریخی واقعات کے جزو کل پر غور کیا ہے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس ابتدائی فتنہ ارتداد کا کامیابی کے ساتھ انسداد کرنے والے صرف دو آدمی تھے، ایک حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دوسرے حضرت خالدؓ ابن ولید، ایک بحیثیت خلیفہ اور دوسرے بحیثیت کمانڈر انچیف کے اس فتنہ ارتداد میں سب سے بڑے کارگذار ثابت ہوئے۔

اگرچہ تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ تن تدابیر انسداد میں مصروف تھے، لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت خالدؓ ابن ولید نے اس موقع پر اپنی دماغی عقل اور تدابیر اور اعلیٰ قوت ارادی کا ثبوت دیا تھا۔ اسلیئے میں ان دونوں بزرگوں کی ارواح پاک کا وسیلہ بیچ میں لاکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت خالدؓ ابن ولید کے سے اوصاف انسداد ارتداد کے مسئلہ میں پیدا کردے۔ اور مسلمانوں کی آیندہ نسلیں میری طرح جیسا کہ میں یہ رسالہ شائع کر رہا ہوں، شائع کریں کہ فلاں زمانہ میں انسداد ارتداد کا کام حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت خالدؓ ابن ولید کیطرح فلاں فلاں دو آدمیوں نے کیا۔ تو کیا اب ہر کوئی مسلمان جو سیرت صدیقؓ کی پیروی کرے؟۔ ہے کوئی مسلمان جو سیرت خالدؓ کی پیروی کے لئے کھڑا ہو؟ یا اللہ یا اللہ میں تجکو پکارتا ہوں، مجکو دکھا دے اور مجکو سنا دے کہ اس موجودہ فتنۂ ارتداد میں فلاں مسلمان سیرت صدیقؓ پر عمل کر رہا ہے۔ اور فلاں مسلمان سیرت خالدؓ پر عمل کر رہا ہے۔ آمین۔

حسن نظامی

۲- ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ دہلی

اِرتداد کی اِبتدائی کیفیت

جھوٹے پیغمبروں کا تذکرہ

اسود عنسی نے یمن میں، مسیلمہ نے یمامہ میں، اور طلیحہ نے بنو اسد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب نبوت کا دعویٰ کیا اور ہزاروں لاکھوں نو مسلموں کو مرتد کر کے اپنا پیرو بنا لیا۔

اسود عنسی۔ اسود عنسی یمن کے قبیلہ مذحج کے ایک خاندان سے تھا اس کا نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالخمار تھا لیکن اسود عنسی مشہور تھا۔ مقام کہف حضار میں پیدا ہوا اور وہیں پڑھا۔ بڑا کاہن اور شعبدہ باز اور لسّان تھا جس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا کرتا تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے مرض الموت کے ایام میں نبوت کا دعویٰ کیا اور مذحج اور نجران کو اپنا پیرو بنا لیا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اہل یمن نے اسلام قبول کیا تو وہاں کا ایرانی گورنر باذان بھی مسلمان ہو گیا۔ اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو یمن کی گورنری پر بحال رکھا پھر جب باذان کا انتقال ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی حکومت باذان کے بیٹے (جسکا نام شہر تھا) اور اپنے چند صحابہ میں تقسیم فرما دی۔

نجرانیوں نے مرتد ہو کر جناب عمرو بن حزم اور جناب خالد بن سعید کو جو نجران کے حاکم تھے نجران سے نکالدیا اور قیس بن عبد یغوث مرادی نے حاکم مراد جناب فروہ بن مسیک کو مراد سے خارج کر دیا۔ قیس اور فروہ ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے اور قیس کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ مراد کی زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کیا تھا لیکن وہ مرتد ہو کر اسود کا پیرو ہو گیا اور جناب فروہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

باذان کے بیٹے شہر صنعا پر حکومت کرتے تھے اسود نے سات سو سواروں سے شہر پر حملہ کیا اور انکو شہید کر کے صنعا پر قبضہ کر لیا اور انکی بیوی ازاد کو اپنے گھر میں ڈال لیا۔ تمام ملک میں ارتداد و سرکشی پھیل جانے سے اسلامی حکام اور عمال کی عافیت سخت خطرہ میں پڑ گئی اسلیئے حضرت معاذ بن جبل جو اہل یمن کی تعلیم پر مقرر تھے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ دورہ کرتے پھرتے تھے بھاگ کر حاکم مارب حضرت ابو موسیٰ کے پاس آئے لیکن حضرت موسیٰ خود مارب چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جناب عکاشہ بن ثور سکون اور سکاسک میں حکومت کرتے تھے حضرت معاذ سکون میں ٹھہر گئے اور حضرت ابو موسیٰ سکاسک میں آکر مقیم ہوئے۔ حضرت عمرو بن حزم اور حضرت خالد بن سعید بھاگ کر مدینہ منورہ چلے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کے حالات کی اطلاع دی۔

اسود نے یمن کو اسلامی حکام اور عمال سے خالی پا کر صنعا اور حضرت موت سے طائف کے جنگلوں تک اور عدان کیطرف سے بحرین تک قبضہ کر لیا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جحیس ازدی کے ذریعہ سے حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو موسیٰ، اور حاکم عک حضرت طاہر بن ابی ہالہ کو جو صنعا کے پہاڑوں میں پناہ گزیں تھے اسود عنسی سے لڑنے کا حکم بھیجا۔

یمن میں اہل فارس کا ایک گروہ رہتا تھا جسے ابناء کہتے تھے، اسود کیطرف سے فیروز اس کا حاکم تھا جو شہر بن باذان مرحوم کی بیوی ازاد کا چچا زاد بھائی تھا۔ اسود نے ازاد کے شوہر کو قتل کر کے اسکو اپنے گھر میں ڈال لیا تو فیروز اسود کا دشمن ہو گیا۔ قیس بن عبد یغوث کو اسود نے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا وہ بھی اسود کے غرور

نخوت کی وجہ سے اُس سے بیزار ہو رہا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل وغیرہ کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں اسود کے مخالف ہو رہے ہیں تو اُنہوں نے ان دونوں کو اپنا شریک بنا لیا فیروز خفیہ طور پر ازاد کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ اسود نے تیرے شوہر اور تیری قوم کے لوگوں کو قتل کیا ہے تجھپر اُنکا انتقام فرض ہے، ازاد نے قسم کھا کر کہا کہ میں ضرور اسود سے بدلہ لونگی، اسطرح ازاد کو ملا کر رات کے وقت فیروز اور قیس بن عبد یغوث نقب کی راہ سے اسود کے گھر میں گھس گئے اور اسود کو مار ڈالا، اسود کے پیرؤں کو معلوم ہوا تو انہوں نے شہر بھر میں ہلچل مچا دی اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا لیکن مسلمانوں نے اُن کو مار کر بھگا دیا۔ اسود کے مارے جانے سے صنعا اور نجران کا علاقہ ایکدفعہ مرتدین سے صاف ہو گیا اور اسلامی عمال و حکام پھر اپنے اپنے مقام پر قائم ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس رات اسود مارا گیا اُسی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ سے اسود کے مارے جانے کی خبر ہو گئی چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ اسود عنسی کو ایک مبارک شخص نے قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے عرض کیا کس نے قتل کیا؟ آنحضرت نے فرمایا فیروز نے۔ مسلمانوں نے اسود کے مارے جانے کی خوش خبری عرض کرنے کے لئے قاصد کو مدینہ منورہ بھیجا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے

مسیلمہ کذاب مسیلمہ بن حبیب یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا۔ اسود عنسی کیطرح یہ بھی بڑا شعبدہ باز تھا۔ مسیلمہ ۱۰ھ میں مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوا لیکن اپنے قبیلہ میں جا کر مرتد ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں بھی نبی ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت میں مجھے حصہ دار بنا لیا ہے

اور وہ اسی دروغگوئی کی وجہ سے کذاب کہلاتا ہے۔

لہ ابن خلدون جلد ۲ اور ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰ء

مسیلمہ نے صرف اپنی ہی جگہ پر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یہ خط بھی بھیجا۔

مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کے نام

السلام علیک۔ میں آپکے کام میں شریک ہوا۔ نصف ملک میرے لئے اور نصف قریش کے لئے قرار پایا لیکن قریش ایک زیادتی پسند قوم ہے،،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو یہ جواب تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول خدا کا خط مسیلمہ کذاب کے نام

سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ اما بعد جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اسپر سلام ہو اسکے

فان الارض للہ یورثھا من یشاء — بعد تجکو معلوم ہو کہ ملک خدا کا ہے۔ اور وہ اپنے

من عبادہ والعاقبۃ للمتقین — بندوں میں سے جس کو چاہے اس کو وارث

بنا دے اور آخرت کی بہتری متقیوں کیلئے ہے۔

اس خط و کتابت کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو مسیلمہ نے علانیہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ شرفائے بنو حنیفہ میں سے ایک شخص نہار الرجال بن عنفوہ تھا جو یمامہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کر کے آنحضرت کی طرف سے اہل یمامہ کا معلم ہو کر آیا تھا اس نے مسیلمہ کے دعویٰ کی شہادت دی کہ بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسیلمہ میری نبوت میں شریک ہے۔

چونکہ نہار الرجال ابن عنفوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہ چکا تھا اور وہاں سے دینیات کا معلم بنکر آیا تھا اسلیئے بہت سے لوگ اس کے فتنے میں مبتلا ہو گئے اور مسیلمہ کے دعوی کو تسلیم کر لیا۔ مسیلمہ نے بہت سے حیلے

تصنیف کیے تھے جنہیں لوگوں کو سناتا اور کہتا کہ یہ خدا کیطرف سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں۔ اپنی شعبدہ بازی کے زور سے بعض عجیب باتیں بھی ظاہر کرتا تھا اور اُن کو اپنا معجزہ بتاتا تھا جس سے تقریباً ایک لاکھ آدمی اس کے معتقد ہو گئے۔ مدعیان نبوت میں اس کا گروہ سب سے بڑا تھا۔[1]

طلیحہ اسدی طلیحہ بن خویلد قبیلہ اسد سے تھا اور اسود اور مسیلمہ کیطرح یہ بھی کہانت جانتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے زمانہ میں اس نے بھی نبوت کا دعوٰی کیا اور اسد اور طے کے قبیلوں کو اپنا معتقد بنا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ طلیحہ اسدی کے فتنہ کو دفع کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت ضرار اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے مرتدین کو مار ڈالا جس سے طلیحہ کی جماعت کمزور ہو گئی لیکن اتنے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر آ گئی جس سے حضرت ضرار اپنے ساتھیوں کو لیکر مدینہ منورہ واپس چلے آئے۔ مسلمانوں کے واپس چلے جانے سے طلیحہ کے فتنہ نے از سر نو زور پکڑا۔ قبیلہ غطفان قبیلہ اسد کا حلیف تھا وہ بھی طلیحہ کا پیرو ہو گیا اور کہا کہ طلیحہ ہم دونوں حلیفوں کا نبی ہے اور ہم اسکو قریش کے نبی محمدؐ سے زیادہ پسند کرتے ہیں کہ وہ مر گئے اور طلیحہ زندہ ہے۔[2]

---

[1] ابن خلدون جلد دوم اور ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۱۵

[2] ابن خلدون جلد دوم اور ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۳۰

حضرت رسول اللہ کی وفات اور ارتداد عام

فتنہ ارتداد کی ابتدا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت ہی کے زمانہ میں ہو چکی تھی لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد یہ وبا تمام ملک میں پھیل گئی۔ اور قریش و ثقیف کے سوا کوئی ایسا قبیلہ نہیں رہا جس کے سب یا بعض آدمی مرتد نہ ہو گئے ہوں [۱]

ارتداد یمن اسود عنسی کے مارے جانے کے بعد بڑی حد تک یمن میں ارتداد کا خاتمہ ہو گیا تھا لیکن صنعا اور نجران میں اسکے کچھ نہ کچھ پیرو موجود تھے لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنکر لوگ کثرت سے مرتد ہو گئے۔ قیس بن عبد یغوث جو اسود عنسی کے قتل میں فیروز کا شریک تھا پھر مرتد ہو گیا اور فیروز کے بجائے صنعاء کی حکومت پر خود قابض ہونے کی تدبیریں کرنے لگا چنانچہ فالہ کو جو اسود کے پیروں کا سردار تھا لکھا کہ تم فیروز اور اسکی قوم کو قتل کر کے صنعاء پر قبضہ کر لو میں تمہاری امداد کو تیار ہوں، یہ سنکر فالہ نے فیروز کے خلاف تیاریاں شروع کر دیں۔ فیروز کو خبر نہیں تھی کہ فالہ کو قیس ہی نے ابھارا ہے اسلیئے انہوں نے قیس سے مدد مانگی۔ قیس نے امداد کا وعدہ کیا اور جھوٹی محبت جتا کر فیروز اور ان کے ساتھی۔ دازویہ اور جشنس کو دعوت دی۔ دازویہ فیروز سے پہلے قیس کے ہاں چلے گئے اور اس نے ان کو قتل کر دیا۔ اسکے بعد فیروز اور جشنس گئے۔ ان کو دیکھکر دو عورتیں آپس میں باتیں کرنے لگیں۔ ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ جسطرح دازویہ قتل کر دیا گیا۔ اسیطرح یہ بھی قتل کر دیئے جائیں گے یہ سن کر فیروز اور جشنس بھاگے، قیس بن عبد یغوث نے ان کا تعاقب کیا لیکن وہ خولان کے پہاڑوں میں اپنے ماموں کے ہاں بھاگ گئے۔ قیس نے تعاقب سے واپس آکر صنعا پر قبضہ کر لیا جہاں فالہ بھی اسود کے پیروں کو لیئے ہوئے آگیا۔

[۱] ابن خلدون جلد دوم اور ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۳۰۔

فیروز نے حضرت ابوبکرؓ کو ان حالات کی اطلاع دی، انہوں نے عک اور اشعریوں کے حاکم حضرت طاہر بن ابی ہالہ اور حضرت عکاشہ اور ذوالکلاع وغیرہم کو فیروز کی مدد کے لئے لکھا، حضرت ابوبکر کے حکم کے مطابق یہ لوگ فیروز کے پاس گئے۔ فیروز نے ان کو لیکر صنعا کا رخ کیا۔ فیروز کی قوم کے لوگ جن کو ابنا کہتے تھے صنعا میں رہتے تھے ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو اہل وعیال کو چھوڑ کر فیروز کیساتھ چلے گئے تھے اور کچھ لوگ صنعا ہی میں تھے۔ قیس بن عبد یغوث نے اُن لوگوں کو تو چھوڑ دیا جو فیروز کے ساتھ نہیں گئے تھے اور جو لوگ چلے گئے تھے ان کی اہل و عیال کو دو حصے کر کے ایک حصہ کو دریا کی جانب اور دوسرے حصہ کو خشکی کیطرف نکال دیا اور کہا کہ اپنے ملک میں چلے جاؤ۔

فیروز کو معلوم ہوا تو انہوں نے عقیل اور عک کے قبیلوں کو انکی رہائی کے لئے لکھا۔ دونوں قبیلوں نے نکلکر قیس کے آدمیوں کو مار ڈالا اور ابنا کے اہل وعیال کو رہا کرا کے فیروز سے ملگئے۔ صنعا کے باہر کھلے میدان میں فیروز اور قیس کا مقابلہ ہوا جس میں ایک رات دن کی معرکہ آرائی کے بعد قیس شکست کھا کر بھاگا اور صنعا پر فیروز کا قبضہ ہو گیا[۱]

ارتداد کندہ۔ کندہ کا ایک قبیلہ بنو عمرو بن معاویہ تھا جس میں زکوٰۃ کے عامل حضرت زیاد بن لبید انصاری زکوٰۃ وصول کرنے گئے۔ وہاں حضرت زیاد اور بنو عمرو میں لڑائی ہو گئی اس پر بنو عمرو نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور مرتد ہو گئے۔ اس قبیلہ کے چار سردار تھے جن میں ایک کا نام سمط تھا۔ سمط کے بیٹے حضرت شرجیل نہایت پختہ ایمان مسلمان تھے انہوں نے زکوٰۃ نہ دینے اور مرتد ہو جانے پر اپنے قبیلہ کو سخت ملامت کی اور کہا کہ بدعہدی خلاف شرافت ہے، تم حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف واپس جا رہے ہو اس ملامت پر بھی جب ان کا قبیلہ سرکشی سے باز نہ آیا تو

[۱] ابن خلدون جلد دوم - اور ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴

وہ اپنے باپ کو چھوڑ کر حضرت زیاد کے پاس چلے آئے اور ان سے کہا کہ بنو عمرو پر جلد شبخون مارنا چاہیئے ورنہ اندیشہ ہے کہ سکاسک اور سکون وغیرہ سے ان کا اتحاد ہو جائیگا حضرت زیاد نے شرجیل کی رائے کے مطابق رات کے وقت بنو عمرو پر شبخون مارا اور اُن کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے آدمیوں گرفتار کر لیا۔ حضرت زیاد قیدیوں اور اُن کے مال واسباب کو لیکر واپس آرہے تھے کہ اشعث بن قیس اپنی جماعت کے ساتھ ملا جو بنو معاویہ کے ایک قبیلہ سے تھا۔ اس نے زیاد پر حملہ کر کے قیدیوں اور اُن کے مال واسباب کو حضرت زیاد سے چھین لیا۔ اس کے بعد تمام بنو معاویہ اور ان کے ساتھ سکاسک اور حضر موت کے بہت سے آدمی مرتد ہو گئے [۱]

ارتداد عک اور اشعریین اہل کندہ کو دیکھکر عک اور اشعریوں کا ایک گروہ بھی مرتد ہو گیا اور اس نے ساحل کے راستہ پر اپنا جماؤ کیا۔ حضرت طاہر بن ابی ہالہ حاکم عک کو معلوم ہوا تو انہوں نے مرتدوں پر حملہ کیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر کے ان کو منتشر کر دیا۔ [۲]

بنو تمیم بنو تمیم میں سجاح بنت حارث نصرانی ایک عورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور نماز روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی کے ساتھ شراب وزنا اور سود کو حلال کر دیا تھا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب میں ارتداد کا فتنہ پیدا ہوا اور مسلمانوں میں ابتری پھیلی تو سجاح نے بھی خروج کیا۔ ہذیل بن عمران بنو تغلب سے، اور عقبہ بن ہلال نمر سے، اور سلیل بن قیس شیبان اس کے ساتھ ہو گئے سجاح بنت حارث ان سب کو لیکر مدینہ منورہ کیطرف بڑھی، بنو تمیم میں آپس کی دشمنی تھی اسلیئے مالک بن نویرہ نے سجاح سے ملکر اسکو مدینہ منورہ

[۱] ابن خلدون و ابن اثیر [۲] ابن خلدون

کے بجائے اپنے حریف قبیلہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کرلیا۔ مالک کا حریف قبیلہ لڑائی میں شکست کھاکر بھاگا لیکن وکیع بن مالک کے مل جانے سے اس نے پھر سجاح سے مقابلہ کیا جس میں سجاح کو شکست ہوئی، اس کے بعد فریقین نے آپس میں صلح کرلی اور سجاح پھر مدینہ منورہ کیطرف بڑھی، اور جب نباج میں پہنچی تو اوس بن خزیمہ نے سجاح پر حملہ کیا اور ایک سخت جنگ کے بعد اسکے ساتھیوں میں سے ہذیل اور عقبہ کو گرفتار کرلیا۔ آخر دونوں میں ایک بات پر صلح ہوگئی کہ اوس بن خزیمہ سجاح کے ساتھیوں کو چھوڑ دے اور سجاح بلاد اوس میں کسی قسم کا تصرف نہ کرے [1]

بحرین بحرین میں ربیعہ ایک بہت بڑا قبیلہ تھا جسکی بہت سی شاخیں تھیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہاں بھی ارتداد پھیلا۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اگر محمدؐ خدا کے سچے رسول ہوتے تو انتقال نہ کرتے۔ قبیلہ ربیعہ کا ایک خاندان عبد القیس تھا جس کے سردار حضرت جارود بن معلی تھے جو دربار رسالت میں حاضر رہکر دین کی تعلیم حاصل کر آئے تھے انہوں نے لوگوں کو جمع کرکے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ پچھلے زمانہ میں بھی خدا کے رسول تھے؟ سب نے کہا ہاں تھے، حضرت جارود نے پوچھا وہ کیا ہو گئے؟ سب نے کہا مر گئے، حضرت جارود نے کہا جس طرح خدا کے تمام رسول مر گئے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مر گئے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول تھے۔ تم میں جو اسلام سے پھر گیا ہو وہ مسلمان ہو جائے اور جو اسلام پر قائم ہو وہ ثابت قدم رہے۔ حضرت جارود نے کچھ ایسی پرجوش اور موزون تقریر کی کہ ان کا تمام قبیلہ مسلمان ہوگیا لیکن بحرین

[1] ابن خلدون جلد دوم

کے دوسرے خاندان بدستور ارتداد پر قائم رہے۔

قبیلہ ربیعہ کا ایک خاندان بنو بکر تھا اُس نے خروج کر کے غطیف اور ہجر کے درمیان قیام کیا اور چند آدمیوں کو بھیجکر قبیلہ عبد القیس کو ارتداد کی دعوت دی لیکن عبد القیس نے انکار کیا اور جواثا میں پناہ گزیں ہوئے۔ منذر بن ساوی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بحرین کے حاکم تھے ان کے انتقال کے بعد مرتدین نے مغرور بن لوید کو اپنا امیر بنا لیا تھا بنو بکر نے اس کے پاس کہلا بھیجا کہ تم بنو عبد القیس کو مغلوب کر لو تو ہم تم کو بحرین کا بادشاہ مان لیں۔ مغرور بن لوید نے اس کو منظور کر لیا اور جا کر عبد القیس کا محاصرہ کر لیا [۱]

عمان و مہرہ جیفر اور عبد عمان کے حاکم تھے۔ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر مسلمان ہو گئے تھے، ان سے پہلے یہاں کی حکومت لقیط بن مالک ازدی کے خاندان میں تھی، عرب میں فتنہ ارتداد پیدا ہوا تو لقیط بن مالک نے عمان پر قبضہ کرنے کے لئے نبوت کا دعوٰی کیا اور بہت سے آدمیوں کو اپنا پیرو بنا کر جیفر اور عبد کو کوہستان میں جلا وطن کر دیا۔ اہل عمان کو دیکھکر اہل مہرہ بھی مرتد ہو گئے [۲]

مدینہ منورہ پر مرتدین کا حملہ

بہت سے قبیلے مرتد ہو کر طلیحہ اسدی کے پیرو ہو گئے تھے۔ ان میں سے قبیلہ خزارہ اور غطفان نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ مقام ابرق میں پہنچکر عبس، ثعلبہ اور مرۃ کے قبیلے اور کچھ لوگ کنانہ کے بھی ساتھ ہو گئے۔ جب ابرق میں اتنے آدمیوں کی گنجایش نہ ہو سکی تو یہاں سے دو گروہ ہو گئے جن میں سے ایک گروہ تو یہیں ٹھہر گیا اور دوسرا گروہ مدینہ منورہ کیطرف بڑھا۔ اسکے ساتھ طلیحہ کا بھائی جبال بھی تھا جسکو

[۱] ابن خلدون جلد ۲ اور ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۱، [۲] ابن خلدون جلد ۲ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۲

طلیحہ نے حملہ آوروں کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ حملہ آوروں نے ذوالقصہ میں مقام کر کے اسد اور کنانہ کے چند آدمیوں کا ایک وفد نماز کی تخفیف اور زکوٰۃ کی معافی کیلئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت ابو بکر نے وفد کا مطالبہ سنکر کہا کہ خدا کی قسم جو لوگ اس رسی کے دینے سے بھی انکار کرینگے جس سے اونٹ کے پاؤں باندھے جاتے ہیں اور نماز میں ایک رکعت کی بھی کمی چاہیں گے میں ان سے جہاد کروں گا۔ وفد یہ صاف صاف جواب سنکر واپس چلا گیا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری وقت میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے حکم دیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال ہو جانے کی وجہ سے حضرت اسامہ کی روانگی ملتوی ہو گئی تھی، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہو کر سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کی تعمیل کیلئے حضرت اسامہ کو رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے بھیجدیا تھا اسلئے اسوقت مدینہ منورہ مسلمانوں سے خالی پڑا تھا وفد نے واپس جاکر کہا کہ مسلمان رومیوں کے مقابلہ میں چلے گئے ہیں مدینہ غیر محفوظ پڑا ہوا ہے اسوقت حملہ کرنے کا بہت اچھا موقع ہے عبس اور ذبیان کے لوگ جنکی حملہ آوروں میں کثرت تھی یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور اسیوقت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے طیار ہو گئے۔

وفد کے ناکام واپس جانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی کھٹکا ہو گیا کہ سرکشوں کا گروہ سر پر موجود ہے ممکن ہے مدینہ پر حملہ کر دے اسلئے آپ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو مدینہ کی حفاظت پر مقرر کر دیا اور اہل مدینہ کو حکم دیدیا کہ مسجد نبوی کے سامنے طیار موجود رہیں۔ تیسرے روز رات کو مرتدین نے حملہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی تو آپ نے اہل مدینہ کو مدافعت کے لئے بھیجا۔ مسلمانوں نے مرتدین کو شکست دیکر ان کا تعاقب کیا اور بھگاتے ہوئے

ذو حسیٰ تک چلے گئے۔ جہاں مرتدین اپنے بہت سے آدمیوں کو چھوڑ آئے تھے، مرتدین ان باقی آدمیوں کو لیکر جن میں طلیحہ کا بھائی حبال بھی تھا دوبارہ مدینہ منورہ کیطرف بڑھے، اس دفعہ مرتدین کے ساتھ دف، وغیرہ باجے اور شور وغل کے دوسرے سامان بھی تھے اور مرتدین خود اچھل کود کر رہے تھے جس سے مسلمانوں کے اونٹ بھڑکے اور انکو لیکر مدینہ کیطرف بھاگے۔ مرتدین نے اسکو مسلمانوں کا بھاگنا خیال کیا اور ذوالقصہ کے باقی مرتدوں کو بھی حملہ کے لئے بلا بھیجا۔ ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کر کے میمنہ پر حضرت نعمان بن مقرن کو، میسرہ پر حضرت عبداللہ بن مقرن کو اور فوج کے پچھلے حصہ پر حضرت سوید بن مقرن کو مقرر کر کے اول وقت میں فجر کی نماز پڑھائی اور سورج نکلنے سے پہلے مرتدین پر حملہ کر دیا۔ دوپہر ہوتے ہوتے مسلمانوں کی فتح ہو گئی اور مرتدین بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذوالقصہ تک مرتدین کا تعاقب کیا۔ حضرت نعمان بن مقرن مال غنیمت لئے ہوئے مدینہ منورہ واپس آرہے تھے کہ ذبیان اور عبس نے موقع پاکر ان پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو شہید کر کے مال غنیمت چھین لیا۔ حضرت ابوبکر نے تعاقب سے واپس آکر سنا تو قسم کھا کر فرمایا کہ جبتک مرتدین و مشرکین سے مسلمانوں کا انتقام نہ لیلوں گا چین سے نہ بیٹھونگا۔ انہیں ایام میں حضرت اسامہ جہاد روم سے واپس آگئے تو حضرت ابوبکر نے مدینہ منورہ میں ان کو اپنا قائم مقام کیا اور خود مرتدین کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ مقام ابرق میں عبس، اور ذوبیان، اور بکر اور ثعلبہ سے معرکہ ہوا مسلمانوں نے مرتدین کو شکست دیکر ان کو ابرق سے بھگا دیا۔ حضرت ابوبکر نے چند روز ابرق میں قیام فرما کر بنو ذبیان کو ان کے علاقہ سے نکالدیا اور اسکو مسلمانوں کے سپرد کر کے مدینہ واپس تشریف لائے

مرتد قبائل کو عام سزا دینے کا مشورہ

جب تمام عرب میں ارتداد کی وبا عام ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ طلب کیا کہ مرتدین کے متعلق کیا کرنا چاہیئے؟ بعض لوگوں نے رائے دی کہ ان سے جنگ کرنی چاہیئے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ وہ کلمہ گو ہیں ان سے جنگ جائز نہیں ہے

ارتداد کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتدین میں تین قسم کے لوگ تھے، ایک وہ لوگ جو جھوٹے رسول کے معتقد ہو کر بالکل اسلام سے پھر گئے تھے، دوسرے وہ لوگ جو نماز و زکوٰۃ میں کمی اور معافی کے طالب تھے، تیسرے وہ لوگ جو صرف زکوٰۃ کے انکاری تھے اور اُس کو خراج سمجھکر اپنی آزادی کے خلاف تصور کرتے تھے۔ اور صحابہ کے بحث و مباحثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو انہی آخری لوگوں سے جنگ کرنے میں اختلاف تھا جو صرف زکوٰۃ کے منکر تھے۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منکرین زکوٰۃ سے بھی لڑنے پر طیار تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے مخالف تھے۔ حضرت عمر نے مخالفت کی دلیل یہ پیش کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ نَفْسَهٗ وَمَالَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔[1]

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اسوقت تک جنگ کروں جبتک وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں۔ اور انہیں سے جس نے اس کا اقرار کر لیا اس نے مجھ سے

[1] التهذيب مصنفہ عبدالرحمٰن بحوالہ صحیح مسلم۔

اپنے مال وجان کو بچالیا۔ اب اسکی جان و مال کو صرف اسلام کے حق سے لیا جائیگا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ سے متعلق ہوگا۔

حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ بخدا جو شخص نماز و زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ اسلام کا حق ہے اور حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ اسلام کے حق کے لئے لوگوں کا جان و مال میرے لئے جائز ہے، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں یہ سنکر چپ ہوگیا اور مجھکو معلوم ہوگیا کہ حضرت ابو بکر حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حق کے لئے ان کے سینہ کو کشادہ کر دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابو بکر کی ہمت مردانہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم ایسی حالت کو پہنچگئے تھے کہ اگر حضرت ابو بکر ہماری مدد نہ فرماتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ ہم نے طے کر لیا تھا کہ لڑنیوالوں کو لڑتا چھوڑ دیں اور بقیہ زندگی جنگلوں میں جاکر گذار دیں لیکن اللہ نے حضرت ابو بکر کو مرتدین کی جنگ پر ثابت قدم رکھا اور مرتدین کو ذلت و جلاوطنی تک پہنچادیا۔ ؎[1]

مرتدین پر عام فوج کشی

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین پر عام فوج کشی کرنی چاہی تو افسران اسلام کو اس طرح مقرر فرمایا۔

(۱) حضرت خالد بن ولید کو طلیحہ اسدی اور اسکے بعد مالک بن نویرہ بطاحی کی سرکوبی پر

(۲) حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کی سرکوبی پر۔

(۳) حضرت شرجیل بن حسنہ کو حضرت عکرمہ کی امداد اور اسکے بعد قضاعہ اور قضاعہ

؎[1] تاریخ الخلفا۔ اور حالات ابو بکر صدیق رفیق بک مصری

سے کندہ اور حضرموت کے مرتدوں کی سرکوبی پر۔

(۴)، حضرت خالد بن سعید کو دیار شام کے مرتدوں کی سرکوبی پر۔

(۵)، حضرت عمرو بن عاص کو مرتدین قضاعہ کی سرکوبی پر۔

(۶)، حضرت خدیفہ بن محصن کو مرتدین دبا کی سرکوبی پر۔

(۷)، حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کو مرتدین مہرہ کی سرکوبی پر۔

(۸)، حضرت طریفہ بن حاجز کو سلیم اور ہوازن کی سرکوبی پر۔

(۹)، حضرت سوید بن مقرن کو تہامہ یمن کے مرتدوں کی سرکوبی پر۔

(۱۰)، حضرت علاء حضرمی کو بحرین کے مرتدوں کی سرکوبی پر۔

(۱۱)، حضرت مہاجر بن امیہ کو مرتدین یمن یعنی اسود عنسی کے پیرووں کی سرکوبی پر۔

اتمام حجت کے لئے سپہ سالاران اسلام کی روانگی سے پہلے حضرت ابو بکر نے قاصدوں کے ذریعہ تمام مرتدوں کے پاس یہ اعلان بھیجدیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابو بکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان، خاص و عام تمام مسلمانوں اور مرتدوں کے نام اس پر سلام جو ہدایت کا پیرو ہو اور اسلام سے پھر کر گمراہی اور خواہش نفسانی کیطرف نہ گیا اس کے بعد میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو واحد و یکتا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اسکے رسول ہیں، اور جو دین وہ لائے اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کو مردود کہتا ہوں جو اُن کے لائے ہوئے دین کا انکار کرے اور میں اس سے جہاد کروں گا۔ میں فلاں شخص کو مہاجرین و انصار اور تابعین کا سپہ سالار بنا کر تمہاری طرف روانہ کرتا ہوں، وہ جبتک تم کو پیغام حق نہ پہنچا لیگا تم سے نہ لڑیگا اور نہ تم میں سے کسی کو قتل کرے گا۔ پس تم میں سے جو شخص اسکی دعوت کو

قبول کرے گا، اور اس کے کہنے کو مانے گا، اور اپنی سرکشی سے باز آجائیگا اور اچھے کام کرے گا اس کے قبول حق کو تسلیم کر لیا جائیگا اور اسکی ہر طرح مدد کی جائیگی اور جو شخص اس افسر کے کہنے کو نہ مانے گا اسکے لئے میں نے اسکو حکم دیدیا ہے کہ وہ اس سے جنگ کرے اور ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے جس میں انکار کا کچھ بھی اثر پایا جائے۔ پس اسی کے حق میں بہتری ہے جو اسکی پیروی کرے اور جو اسکی نافرمانی کرے اسکو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ خدا کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتا، میں نے اپنے قاصد کو حکم دیدیا ہے کہ وہ تمہارے مجمع میں میرے فرمان کو سنا دے اور تم کو اذان کیطرف بلائے پس مسلمانوں کی اذان سنکر جو لوگ اذان دینگے مسلمان ان کے جان و مال کو نقصان پہنچانے سے باز رہیں گے۔ اور جو لوگ اذان نہ دینگے ان سے اسکی وجہ دریافت کرینگے۔ اگر وہ اسکی معقول وجہ بیان نہ کرینگے تو مسلمان بلا پس و پیش ان سے لڑینگے اور اگر کوئی معقول وجہ بیان کرینگے تو اسکو قبول کر لینگے اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرینگے جسکے وہ سزاوار ہونگے،،

اسی طرح کا ایک فرمان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سپہ سالاران اسلام کو بھی دیا جو یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلاں شخص سے جو مرتدین سے لڑنیوالی فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا جاتا ہے اس سے ابو بکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد لیتے ہیں کہ وہ اپنے تمام کاموں میں ظاہر و باطن حتی الامکان خدا سے ڈرتا رہیگا اور اسے حکم دیتے ہیں کہ وہ خدا کے کام میں کوشش کرے اور جنہوں نے خدا سے روگردانی کی ہے اور اسلام سے پھر کر شیطان سے امیدیں باندھی ہیں ان سے لڑے،

اتمام حجت کے لیئے پہلے ان کو اسلام کیطرف بلائے۔ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان سے ہاتھ روک لے۔ اور اگر قبول نہ کریں تو اُن کو قتل و غارت کرنا شروع کرے یہانتک کہ وہ اسلام قبول کر لیں، پھر جب وہ اسلام قبول کریں تو ان پر جو اسلام کے حقوق ہیں وہ انہیں بتائے اور ان کے جو حقوق اسلام پر ہیں ان سے ان کو آگاہ کر دے۔ پھر اُن پر جو حقوق ہیں اُن سے لے اور ان کے جو حقوق ہیں اُن کو دے۔ اسمیں کسی قسم کی رو و رعایت نہ کرے نہ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے لڑنے سے روکے، پھر جو خدائے عزوجل کے حکم کو ماننے اور اس کا اقرار کرے تو اس کے اقرار کو تسلیم کر لیا جائے اور اچھی طرح اسکی اعانت کی جائے۔ اور جس نے خدا کے ہاں سے آئی ہوئی شریعت کا اقرار کر کے پھر انکار کیا اس سے ضرور جنگ کی جائے لیکن جب وہ اسلام کی دعوت کو قبول کرے اور اسکے بعد اپنے دل میں کچھ پوشیدہ نہ رکھے تو اس پر میری طرف سے کچھ مواخذہ نہیں اس کا محاسب خدا ہے، اور جو شخص اسلام کی دعوت قبول نہ کرے اس سے جنگ کی جائے اور اس کو قتل کیا جائے چاہے وہ کہیں ہو اور کہیں بھاگ کر جائے۔ اگر وہ اسلام کے سوا کوئی اور چیز دے تو وہ خدا کے نزدیک قبول کرنے کے لائق نہ ہوگی، لیکن جو شخص اسلام کی دعوت قبول کر لے، اور اس کے حق کو مان لے تو اس کے اقرار کو تسلیم کر لیا جائے اور اسکی مدد کی جائے اور جو شخص انکار کرے اس سے جنگ کی جائے۔ پس اگر خدائے عزوجل غلبہ دے تو ہتیار سے یا آگ سے جس طرح ہو اسکو ہلاک کر ڈالا جائے اور خدا جو مال غنیمت دلائے اس میں سے پانچواں حصہ میرے پاس بھیجکر باقی مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جائے۔

اپنے ساتھیوں کو جلد بازی اور جھگڑے فساد سے باز رکھے، کسی غیر آدمی کو

سے مسلمان جانتے پہچانتے نہ ہوں مسلمانوں میں نہ آنے دے۔ اسلئے کہ ممکن ہے کہ وہ جاسوس ہو، کوچ و مقام میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرے اور ان کا جائزہ لیلے، اور مسلمانوں کو حسن سلوک اور نرم گفتاری کی ہدایت کرتا رہے"[1]

حضرت خالد اور طلیحہ اسدی کی جنگ قبیلہ طے طلیحہ کا پیرو ہو گیا تھا لیکن اسکے سردار حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اسلام پر قائم تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو روانگی سے پہلے حضرت عدی کو ان کے قبیلہ میں بھیجدیا کہ وہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو سمجھا بجھا کر اسلام میں واپس لانیکی کوشش کریں،

طلیحہ بن خویلد اسدی مقام براخہ میں ٹھہرا ہوا تھا حضرت خالد بن ولید نے اپنی فوج لیکر بُراخہ کیطرف کوچ کیا، حضرت عدی بن حاتم نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو بلا کر اسلامی فوج کی آمد سے ڈرایا اور کہا کہ اسی میں بہتری ہے کہ تم لوگ اسلام میں واپس آجاؤ، ان لوگوں نے اسلام میں واپس آنا منظور کیا اور کہا کہ تم آگے بڑھکر اسلامی فوج کو روکدو کہ وہ ہمارے قبیلہ پر حملہ آور نہ ہو اور ہم جاکر اپنے قبیلہ کے لوگوں کو طلیحہ کے پاس سے بلالائیں ورنہ طلیحہ کے ساتھ وہ بھی قتل ہوجائینگے حضرت عدی نے ان کے کہنے کے مطابق حضرت خالد کو جاکر روکدیا اور اہل طے طلیحہ کے پاس جاکر اپنی قوم کو بلالائے اور مسلمان ہو کر اسلامی لشکر کے ساتھ ہو گئے۔

اسکے بعد حضرت خالد نے قبیلہ جدیلہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عدی نے کہا ذرا ٹھہر جایئے میں انکو بھی اسلام کی دعوت دے لوں، حضرت خالد ٹھہر گئے اور حضرت عدی نے اہل جدیلہ کو اسلام کی دعوت دی جسکو انہوں نے قبول کر لیا اور انکے ایک ہزار سوار اسلامی لشکر کے ساتھ ہو گئے۔

[1] ابن خلدون جلد دوم

پھر حضرت خالد بن ولید نے حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ثابت بن اقرم انصاری کو دشمن کی دیکھ بھال کرنے کے لئے بھیجا۔ اتفاق سے طلیحہ کا بھائی حبال انکو ملگیا جس کو دونوں آدمیوں نے مار ڈالا۔ طلیحہ کو معلوم ہوا تو وہ اپنے دوسرے بھائی سلمہ کو لیکر نکلا اور طلیحہ نے حضرت عکاشہ کو اور سلمہ نے حضرت ثابت کو شہید کر ڈالا۔ حضرت خالد لوگوں کو لئے ہوئے آگے بڑھے تو حضرت عکاشہ اور حضرت ثابت مقتول پڑے ہوئے ملے۔ حضرت خالد ان کی لاشیں دیکھکر بنو طے کیطرف واپس چلے آئے، بنو طے نے کہا کہ بنو قیس کیلئے تو ہم کافی ہیں البتہ بنو اسد ہمارے حلیف ہیں اُن سے آپ لڑیئے حضرت خالد نے کہا جس قبیلہ سے تمہارا دل چاہے لڑو، حضرت عدی نے کہا۔ اگر میرا قریبی رشتہ دار ایسا کرتا جب بھی میں اس سے لڑتا۔ بخدا آپس کے معاہدہ کیوجہ سے میں بنو اسد سے جہاد کرنے میں باز نہ رہوں گا۔ حضرت خالد نے سمجھایا کہ دونوں قبیلوں سے لڑنا جہاد ہی ہے اسلیئے اپنی قوم کی دلشکنی نہ کرو اور جس قبیلہ سے خوشی کے ساتھ تمہاری قوم لڑے اسی کے مقابلہ پر جاؤ۔

یہاں سے حضرت خالد بزاخہ کیطرف بڑھے، انصار کے سردار حضرت ثابت بن قیس اور بنو طے کے سردار حضرت عدی تھے طلیحہ تو جان بچاکر وحی کے انتظار کے حیلہ سے چادر لپیٹ کر الگ بیٹھ گیا اور عیینہ بن حصین اپنے قبیلہ بنو فزارہ کے سات سو مرتدین کو لیکر مسلمانوں سے معرکہ آرا ہوا۔ جب عیینہ نے لڑائی کا رُخ خراب دیکھا تو دوڑ کر طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ جبرئیل آئے یا ابھی نہیں آئے طلیحہ نے کہا ابھی نہیں آئے، عیینہ مایوس ہو کر پھر لڑنے چلا گیا اور ایک سخت معرکہ کے بعد پھر طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا جبرئیل آئے؟ طلیحہ نے کہا ابھی تک نہیں آئے، عیینہ نے کہا ہماری مصیبت انتہا کو پہنچگئی آخر جبرئیل کبتک آئینگے؟

یہ کہکر پھر میدان جنگ میں چلا گیا۔ تیسری مرتبہ آکر پوچھا تو طلیحہ نے کہا ہاں آئے تھے۔ عیینہ نے کہا کیا وحی لائے؟ طلیحہ نے کہا وحی لائے کہ۔ ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لاتنساہ

عیینہ سمجھ گیا کہ طلیحہ محض مکار ہے۔ اور کہا بیشک خدا جانتا ہے کہ عنقریب ایسی بات ہونیوالی ہے جسکو تو کبھی نہ بھولے گا۔ یہ کہکر میدان جنگ میں گیا۔ اور کہا۔ بنو فزارہ! طلیحہ محض جھوٹا ہے۔ میں جاتا ہوں تم بھی اپنے قبیلے میں واپس چلے جاؤ۔ یہ سنتے ہی بنو فزارہ اپنے قبیلہ کو واپس چلے گئے اور باقی لوگوں میں سے کچھ شکست کھاکر بھاگے۔ اور کچھ مسلمان ہو گئے۔ طلیحہ نے پہلے سے گھوڑا طیار کر رکھا تھا اپنی بیوی کے ساتھ سوار ہو کر بھاگا۔ اور اپنے پیرووں سے کہتا گیا کہ اور جس سے ہو سکے یہی کرے اور اسی طرح اپنی بیوی کو لیکر بھاگ جائے۔ طلیحہ نے شام میں جاکر بنو کلب میں سکونت اختیار کی اور جب سنا کہ بنو اسد اور غطفان مسلمان ہو گئے تو اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو طلیحہ نے انکی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کی پھر اپنے قبیلہ میں واپس چلا آیا۔ وہاں سے مجاہدین اسلام کے ساتھ فارس گیا اور نہاوند کے معرکہ میں بہادری سے لڑا۔ اسی طرح ایرانیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔[1]

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

قبائل ہوازن، عامر اور سلیم کا حضرت خالد کے ہاتھ پر مسلمان ہونا

اسوقت کعب میں قرہ بن ہبیرہ سرداری کر رہا تھا اور کلاب میں علقمہ بن علاثہ علقمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں مرتد ہو کر شام بھاگ گیا

[1] ابن خلدون جلد ۲ اور ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ ۱۳۲

تھا آنحضرت کی وفات کے بعد اپنی قوم میں واپس آیا۔ حضرت ابوبکر کو معلوم ہوا تو آپ نے قعقاع بن عمرو کو فوج دیکر علقمہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت قعقاع نے علقمہ پر حملہ کرکے اسکو اور اسکے اہل وعیال کو گرفتار کرلیا اور اُن کو حضرت ابوبکر کے پاس لائے ان سب نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر توبہ کی اور دوبارہ مسلمان ہوگئے۔ قرہ بن ہیرہ کو زکوٰۃ دینے میں تامل تھا چنانچہ حضرت عمرو بن عاص جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے عمان گئے تھے آنحضرت کی وفات کے بعد عمان سے الٹے پھرے تو قرہ بن ہیرہ کے ہاں ٹھہرے قرہ بن ہبیرہ نے ان کو بڑی قدر ومنزلت سے اپنے ہاں ٹھہرایا اور جب تخلیہ ہوا تو کہا کہ عرب نے خراج دینے کے لئے تمہارا دین قبول نہیں کیا ہے اسلئے زکوٰۃ معاف کردینی چاہیئے حضرت عمرو بن عاص نے قرہ بن ہبیرہ کے اس بیجا مطالبہ کا نہایت سخت جواب دیا اور کہا تم ہم کو عرب سے ڈراتے ہو۔ ہم اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے تمہیں پامال کرڈالیں گے۔ اور مدینہ منورہ آکر حضرت ابوبکر سے کہا کہ قرہ اس طرح کہتا تھا۔

قبائل ہوازن، عامر اور سلیم کی آنکھیں طلیحہ اور اس کے پیروؤں کے انجام کیطرف لگی ہوئی تھیں، جب طلیحہ کو بزاخہ میں شکست ہوئی اور اس کے پیرو ادھر اُدھر منتشر ہوگئے اور بہت سوں نے اسلام قبول کرلیا تو ان قبیلوں کی ہمتیں بھی پست ہوگئیں اور انہوں نے حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ ہم جس معاہدہ سے نکل گئے تھے اس میں پھر داخل ہونے آئے ہیں۔ حضرت خالد نے ان سے اس طرح بیعت لی کہ ہم خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں، ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے۔ انہیں امور پر ہمارے اہل وعیال بھی بیعت کرتے ہیں، حضرت خالد نے تمام مرتدین سے بیعت لیکر اُن کو چھوڑ دیا

لیکن چند آدمیوں کو جنہوں نے ارتداد کی حالت میں مسلمانوں کو سنگدلی سے مار ڈالا تھا گرفتار کر کے قتل و سنگسار کرا دیا۔ اور قرہ بن ہبیرہ اور عیینہ بن حصین کو حضرت ابو بکر کی خدمت میں بھیجدیا۔ جن کو ارتداد پر قائم رہنے کی وجہ سے حضرت ابو بکر نے قتل کرا دیا [1]

سلمےٰ بنت مالک اور حضرت خالد سے جنگ سلمیٰ بنت مالک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گرفتار ہو کر مدینہ آئی تھی اور حضرت عائشہ کی سفارش سے آزاد کر دی گئی تھی۔

سلمیٰ مسلمان ہو کر اپنے قبیلہ میں گئی اور وہاں مرتد ہو گئی۔ اسوقت سلمیٰ مقام حواب میں رہتی تھی۔ اسد و غطفان اور سلیم و ہوازن کے جو لوگ ابتک مرتد تھے وہ سلمےٰ کے پاس جمع ہو گئے حضرت خالد کو معلوم ہوا کہ مرتدین سلمیٰ کے پاس جمع ہوئے ہیں تو آپ نے مسلمانوں کو لیکر سلمیٰ پر حملہ کیا۔ سلمیٰ خود اونٹ پر سوار ہو کر مقابلہ کے لئے نکلی اور مرتدوں سے اور مسلمانوں سے نہایت سخت جنگ ہوئی۔ ایک سو مرتدین سلمیٰ کے اونٹ کے گرد مارے گئے، سلمیٰ کا اونٹ زخمی ہو کر گرا۔ اور سلمیٰ میدان جنگ میں ہی ماری گئی۔ سلمیٰ کے مارے جانے کے بعد باقی مرتدین بھاگ گئے [2]

سجاح بنت مالک کی نبوت کا انجام سجاح بنت مالک نے اوس بن خزیمہ سے صلح کر کے مسیلمہ کذاب پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اسلامی لشکر مسیلمہ کی سرکوبی کیلئے پہنچ چکا تھا مسیلمہ نے سوچا کہ اگر سجاح سے مصروف جنگ ہونا پڑا تو مسلمانوں کو نقصان رسانی کا موقع مل جائیگا اسلئے مسیلمہ نے تحفے اور ہدیے بھیجکر سجاح کو صلح کا پیام دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ پہلے نصف عرب ہمارا تھا اور نصف قریش کا لیکن قریش نے بد عہدی کی اسلئے خدا نے قریش کا حصہ مجھے دیدیا۔ سجاح اس پر راضی ہو گئی اور دوستانہ

[1] ابن خلدون جلد ۲ و ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ و ۱۳۴ [2] ابن خلدون و ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۴

طور پر مسیلمہ سے ملنے گئی۔ مسیلمہ نے اپنے باغ حدیقۃ الرحمٰن میں سجاح سے ملاقات کیلیئے خیمہ نصب کرایا تھا، سجاح کے پہنچنے پر محافظین وخدام خیمہ سے باہر کر دیئے گئے اور سجاح اور مسیلمہ تخلیہ میں ملے شیطان تو یونہی دونوں پر مسلط تھا۔ دونوں کو تخلیہ میں پاکر اس نے انکو اور بھی بہکایا۔ سجاح نے مسیلمہ سے کہا کہ تجھپر جو وحی نازل ہوئی ہے اس میں سے کچھ سنا۔ مسیلمہ نے چند خواہش انگیز فقرے بناکر کہے۔ سجاح نے کہا کچھ اور سنا۔ مسیلمہ نے اس سے زیادہ فحش جلے بناکر سنائے۔ آخر میں دونوں نے منہ کالا کیا۔ تین روز تک سجاح مسیلمہ کے پاس رہکر اپنی فوج میں آئی۔ اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ تو نے مسیلمہ کو کیسا پایا؟ سجاح نے کہا میری طرح وہ بھی سچا رسول ہے اسلیئے میں نے اس سے شادی کرلی، سجاح کے ساتھیوں نے کہا مہر کیا لیا؟ سجاح نے کہا کچھ نہیں، اس پر اس کے ساتھیوں نے اسکو سخت لعنت وملامت کی اور کہا تو نے بے مہر کا کیسا نکاح کیا جا اپنا مہر مانگ، سجاح پھر مسیلمہ کے پاس گئی۔ مسیلمہ اندر جاچکا تھا اور قلعہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا مسیلمہ نے قلعہ کے اوپر سے پوچھا کہ کیا ہے؟ سجاح نے کہا میرا مہر دے، مسیلمہ نے کہا تیرا وکیل کون ہے؟ سجاح نے کہا شیث بن ربعی، مسیلمہ نے شیث بن ربعی کو بلاکر کہا کہ اپنی قوم میں اعلان کردے کہ محمدؐ نے تم پر جو پانچ نمازیں فرض کی تھیں انمیں سے مسیلمہ رسول اللہ نے سجاح کے مہر میں فجر اور عشا کی نمازیں تمہارے لئے معاف کر دیں۔"

اس کے بعد سجاح صلح کی شرط کے مطابق یمامہ کی نصف پیداوار لیکر اپنے وطن جزیرہ کو واپس ہوئی۔ راستہ میں حضرت خالد بن ولید سے سامنا ہوگیا۔ حضرت خالد نے حملہ کرکے اسکی جماعت کو منتشر کر دیا۔ اور سجاح اپنے قبیلہ تغلب میں جاکر گوشہ نشین ہوگئی اور امیر معاویہ کے عہد تک وہیں رہی۔ پھر قحط سالی کے زمانہ

میں جب امیر معاویہ قبیلہ تغلب کو جزیرہ سے کوفہ لائے تو اسکے ساتھ سجاح بھی آئی۔ اور اپنے قبیلہ کے ساتھ مسلمان ہوگئی۔ [1]

حضرت خالد کے ہاتھوں اہل بطاح کی سرکوبی

بطاح کا سردار مالک بن نویرہ تھا۔ جو نہ بالکل مرتد تھا نہ پکا مسلمان، اس کی روش دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ مسلمان کامیاب ہوں تو مسلمان ہی رہے اور مرتدین کو کامیابی ہو تو مرتد ہو جائے، اسی لئے باوجودیکہ تمیم کے تمام قبائل زبرقان، صفوان بن صفوان اور وکیع بن مالک وغیرہ نے اپنی زکوٰۃ کی رقمیں حضرت ابوبکر کے پاس بھیجدی تھیں لیکن مالک بن نویرہ نے زکوٰۃ نہیں بھیجی تھی مالک بن نویرہ نے سجاح سے اتفاق کرلیا تھا اور کچھ روز تک اس کے ساتھ بھی رہا تھا اور مرتدین کی آمد و رفت بھی اسکے پاس رہتی تھی۔ جب سجاح اپنے قبیلہ میں واپس چلی گئی اور بنو تمیم کے زیادہ لوگ پھر مسلمان ہوگئے تو مالک بن نویرہ بہت گھبرایا اور مرتدین جو اُس کے پاس جمع رہتے تھے انکو اپنے ہاں آنے جانے سے منع کردیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بزاخہ کی فتح کے بعد بطاح کا ارادہ کیا۔ [انصار نے آگے بڑھنے سے عذر کیا اور کہا حضرت ابوبکر نے ہم سے فرمایا تھا بزاخہ کی فتح کے بعد جبتک میرا حکم نہ ہو دوسری طرف نہ جانا۔ حضرت خالد نے کہا مجھپر یہ پابندی عائد نہیں کی تھی اور میں امیر ہوں اسلیئے میرے نزدیک جو مناسب ہے میں وہ ہی کروں گا تمہیں اختیار ہے میرا ساتھ دو یا نہ دو، انصار نے سوچا کہ اگر مسلمانوں کو کامیابی ہوئی تو ہم محروم رہ جائیں گے اور اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت پڑی تو ہم پر ساتھ نہ دینے کا الزام عائد ہوگا اسلیے وہ بھی ساتھ دینے پر راضی ہوگئے +] حضرت خالد نے بطاح پہنچکر مسلمانوں کی ایک جماعت اہل

[1] ابن خلدون جلد ۲ و ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶

اہل بطاح کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجی۔ اور حکم دیا کہ جو لوگ اسلام کی دعوت نامنظور کریں ان کو گرفتار کر لاؤ۔ مسلمان گئے اور مالک بن نویرہ اور بنو ثعلبہ کے چند آدمیوں کو گرفتار کر لائے،

حضرت ابوبکر کی ہدایت تھی کہ جس قبیلہ میں جانا پہلے اذان دینا۔ اگر جواب میں وہ بھی اذان دے تو اس پر حملہ نہ کرنا اور اگر سکوت کرے تو اس سے جنگ کرنا اور اگر اذان دے تو اس کے بعد اس سے زکوٰۃ طلب کرنا اگر وہ زکوٰۃ دینا قبول کرے تو اسکو چھوڑ دینا اور انکار کرے تو اس سے بھی لڑنا۔ اس ہدایت کے مطابق جب مالک بن نویرہ اور اس کے ساتھی گرفتار ہو کر آئے تو حضرت خالد نے ان کے متعلق اذان وغیرہ کے بارہ میں دریافت کیا۔ جو لوگ ان کو گرفتار کر کے لائے تھے انہوں نے دونوں قسم کے بیان دیئے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مالک بن نویرہ اور اسکے ساتھیوں نے اذان دی اور نماز پڑھی اور کچھ لوگوں نے بیان کیا کہ انہوں نے نہ اذان دی نہ نماز پڑھی۔ حضرت خالد کی سمجھ میں بالکل نہ آیا کہ دونوں بیانوں میں کون سا بیان درست۔ اسلیئے آپ نے حکم دیا کہ ان کو قید کر دو۔ جاڑوں کا زمانہ تھا۔ رات کو سخت سردی پڑ رہی تھی۔ حضرت خالد نے منادی کرائی کہ دافئوا اسراکم اپنے قیدیوں کو گرمی پہنچاؤ" منادی کرنیوالے نے جن لفظوں میں منادی کی اسکے معنی بنو کنانہ کے محاورہ میں یہ ہوتے تھے کہ اپنے قیدیوں کو قتل کر دو۔ اسلیئے حضرت ضرار ابن ازور نے مالک بن نویرہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا حضرت خالد کو معلوم ہوا کہ قیدیوں کو قتل کیا گیا ہے تو آپ منع کرنے کے لئے باہر نکلے لیکن اسوقت تک تمام قیدی قتل ہو چکے تھے، حضرت خالد نے کہا خدا جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے مالک وغیرہ کی اذان و نماز کی شہادت دی تھی ان میں حضرت ابو قتادہ بھی تھے وہ مالک کے قتل پر حضرت خالد سے خفا ہو کر مدینہ منورہ چلے آئے اور حضرت ابوبکر سے حضرت

خالد کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ بھی حضرت خالد پر بہت ناراض ہوئے حضرت ابو بکر نے حضرت خالد کو جوابدہی کے لئے طلب کیا۔ حضرت خالد نے حاضر ہو کر عذر پیش کیا جسکو حضرت ابو بکر نے قبول کر لیا۔ اور مالک بن نویرہ کے وارثوں کو بیت المال سے اس کا خونبہا دیدیا۔ حضرت عمر نے چاہا کہ کم سے کم حضرت خالد معزول کردیئے جائیں لیکن حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ "لا اشیم سیفاً سلہ اللہ علی الکٰفرین، جس تلوار کو خدا نے کفار پر کھینچا ہو میں اسکو نیام میں نہیں کر سکتا۔[۱]

حضرت طریفہ بن حاجز اور ایاس کی جنگ

فجاۃ ایاس بن عبدیالیل سلمی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہا کہ میں مسلمان ہوں، مجھے سامان جنگ دیجئے تاکہ میں جاکر مرتدوں سے لڑوں، حضرت ابو بکر نے اسکو لڑائی کا سامان دیا اور مناسب ہدایت دیکر رخصت کیا۔ فجاۃ ایاس مدینہ سے نکلکر مقام جوا میں پہنچا تو قبیلہ بنو شرید کے ایک شخص کو جس کا نام نخبہ بن ابی المیثا تھا سلیم و ہوازن کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجدیا۔ اور بجائے مرتدوں پر حملہ کرنے کے مسلمانوں پر یورش کردی اور سخت دغابازی کا مرتکب ہوا ابو بکر کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے حضرت طریفہ بن حاجز کو فجاۃ ایاس اور نخبہ کی سرکوبی کا حکم دیا اور عبداللہ بن قیس حاشی کو طریفہ کی مدد کے لئے بھیجا۔ جوا کے باہر مسلمانوں اور مرتدوں میں ایک سخت جنگ ہوئی جس میں نخبہ مارا گیا اور فجاۃ ایاس بھاگا لیکن حضرت طریفہ نے تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اور مدینہ بھیجدیا۔ جہاں حضرت ابو بکر نے آگ جلوا کر ایاس کو اسمیں ڈلوادیا۔[۲]

---

[۱] ابن خلدون جلد ۲ وابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۴

[۲] ابن خلدون جلد ۲ اور ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷ء

حضرت عکرمہ اور مسیلمہ کی جنگ

حضرت ابوبکرؓ نے جناب عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کی سرکوبی کیلئے مقرر فرمایا تھا اور حضرت شرجیل بن حسنہ کو ان کی مدد کا حکم دیا تھا۔ جناب عکرمہ نے حضرت شرجیل کا انتظار کئے بغیر مسیلمہ سے جنگ شروع کر دی، مسیلمہ کی فوج زیادہ تھی اسلیئے جناب عکرمہ کو شکست ہوئی۔ حضرت ابوبکر کو جناب عکرمہ کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ عکرمہ پر بہت خفا ہوئے اور لکھا کہ تم نے شرجیل کے پہنچنے سے پہلے کیوں لڑائی چھیڑ دی، خیر جو ہوا سو ہوا لیکن مدینہ کا رخ نہ کرنا تاکہ نہ میں تم کو دیکھوں نہ تم مجھکو دیکھو۔ اسی طرف سے حذیفہ اور عرفجہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ ہو کر مہرہ اور عمان کے مرتدوں سے لڑو، وہاں سے فرصت پاکر مہاجر بن امیہ کے پاس جانا اور حضر موت اور یمن کے مرتدین سے لڑنا۔ اور حضرت شرجیل بن حسنہ کو لکھا کہ تم یمامہ جاکر خالد کی معیت میں مسیلمہ سے لڑو اور وہاں سے عمرو بن عاص کے پاس جاکر قضاعہ کے مرتدین سے جنگ کرو۔ اسوقت حضرت خالد بن ولید مالک بن نویرہ کے قتل کی جوابدہی کیلیئے حضرت ابوبکر کی خدمت میں آئے ہوئے تھے۔ حضرت عکرمہ کیطرح حضرت شرجیل بن حسنہ نے بھی جلدی کی اور حضرت خالد کے پہنچنے سے پہلے مسیلمہ سے لڑائی شروع کر دی اسلیئے مسلمانوں کو مسیلمہ سے دوبارہ شکست اٹھانی پڑی۔

حضرت خالد اور مسیلمہ کی عظیم الشان جنگ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بارہ میں حضرت خالد کے عذر کو معقول قرار دیکر آپ کو مسیلمہ کے مقابلہ کا حکم دیا۔ اور مہاجرین و انصار کی ایک فوج آپکے ساتھ کر دی۔ مہاجرین کے افسر حضرت ابو حذیفہ اور حضرت عمر کے بھائی حضرت زید بن خطاب تھے اور انصار کے افسر حضرت ثابت بن قیس اور حضرت براء بن عازب

حضرت خالد نے بطاح میں پہنچکر ان مسلمانوں کا انتظار کیا جو اس مہم میں شریک ہونیکے لئے آنیوالے تھے۔ اور جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو آپ نے یمامہ کیطرف کوچ کیا جب یمامہ ایک روز کے راستہ پر رہگیا تو حضرت خالد نے حضرت شرجیل بن حسنہ کو مقدمۃ الجیش کا افسر بناکر آگے روانہ کیا۔ راستہ میں مجاعہ بن مرارۃ ملگیا جو بنو عامر کے مسلمانوں کو تاخت و تاراج کرنے جا رہا تھا حضرت شرجیل نے حملہ کر کے اسکو گرفتار کر لیا۔ مجاعہ کے ساتھ چالیس اور ساٹھ آدمیوں کے درمیان جماعت تھی جس کو حضرت خالد نے تہ تیغ کرادیا لیکن مجاعہ کو اپنے پاس رکھ لیا۔

مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر قریب آگیا ہے تو اس نے مال و اسباب کو تو پیچھے چھوڑ دیا اور خود چالیس ہزار کا عظیم الشان لشکر لیکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے بڑھا۔ مسیلمہ کے بیٹے شرجیل نے اپنے قبیلہ کو خطاب کر کے کہا کہ بنو حنیفہ ہتھیلی پر سر رکھکر مسلمانوں کا مقابلہ کرو آج قومی غیرت و حمیت کا دن ہے۔ اگر تم نے شکست کھائی تو سمجھ لو کہ مسلمان تمہارے اہل و عیال پر قابض ہو جائینگے لہذا اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کرو۔ مسلمانوں کی تعداد تیرہ ہزار تھی۔ مہاجرین کے علم بردار حضرت ابو حذیفہ کے غلام سالم تھے اور انصار کے علمبردار حضرت ثابت بن قیس تھے۔ مسیلمہ کی فوج سے سب سے پہلے جو شخص مسلمانوں کے مقابلہ میں آیا وہ ایاس بن عنفوہ تھا۔ حضرت زید بن خطاب نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا اس کے بعد عام جنگ شروع ہوئی۔ ابتک مسلمانوں کو ایسی سخت لڑائی کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ مرتدوں کا دباؤ پڑنے سے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ مرتدین حضرت خالد کے خیمہ تک پہنچ گئے۔ خیمہ میں حضرت خالد کی بیوی تھیں جن کی نگرانی پر مجاعہ مقرر تھا۔ مرتدوں نے چاہا کہ حضرت خالد کی بیوی کو قتل کر دیں لیکن مجاعہ نے منع کیا اور کہا کہ تم کو مردوں سے لڑنا چاہیئے عورت پر کیا ہاتھ اٹھاتے ہو۔

سرداران اسلام مسلمانوں کے ثابت قدم رکھنے کی کوشش کرتے تھے اور جوشیلے فقروں

سے اُن کو اُبھارتے تھے حضرت ثابت بن قیس نے پکار کر کہا، مسلمانو! تم میں کمترین شخص وہ ہے جو اپنی جان بچا کر بھاگے۔ یہ کہکر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور مارے گئے، حضرت زید بن خطاب نے کہا۔ "لوگو! دشمنوں پر حملہ کرو اور آگے بڑھو"، حضرت حذیفہ نے کہا۔ "اے اہل قرآن! اپنے کاموں سے قرآن کو زینت دو، حضرت خالد نے ایک زبردست حملہ کیا اور آگے بڑھتے ہوئے مرتدوں کو ان کے سابق مقام تک دھکیل دیا۔ اس پر مسیلمہ کا قبیلہ جوش سے بیتاب ہو گیا اور ازخود رفتہ ہو کر لڑنے لگا۔ بڑے گھمسان کا ان پڑا۔ جنگ کی حالت یہ تھی کہ کبھی مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑتا تھا اور کبھی مرتدوں کو۔ بڑے بڑے تجربہ کار افسران اسلام جیسے حضرت ابو حذیفہ، ان کے غلام حضرت سالم اور حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔

حضرت خالد نے سوچا کہ مسلمانوں کے ایک ایک قبیلہ کو الگ الگ کر دیا جائے تو ان میں کوئی لڑائی میں کوتاہی نہ کرے گا اور اپنی قومی عزت و ناموری قائم رکھنے کیلئے پورے جوش و استقلال سے لڑے گا۔ اسلیئے آپ نے اعلان کر دیا کہ ہر قبیلہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائے تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کون قبیلہ ثابت قدمی سے لڑتا ہے اور کون کمزوری ظاہر کرتا ہے یہ سنکر تمام قبیلے جدا جدا ہو گئے اور اپنی اپنی غیرت و حمیت برقرار رکھنے کے لئے دل کھولکر لڑنے لگے۔ لیکن مسیلمہ ابتک اسی طرح ثابت قدم تھا۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ جبتک مسیلمہ نہ مارا جائیگا لڑائی فتح نہ ہو گی اسلیئے آپ نے مسیلمہ کو مقابلہ کے لئے پکارا، مسیلمہ آپ کے سامنے آیا، آپ نے اس کے سامنے چند باتیں پیش کیں، وہ ان باتوں کا جواب دینے کیلیئے اس طرح سر جھکا کر پوچھنے لگا گویا وحی کا منتظر ہے، حضرت خالد نے اسی حالت میں مسیلمہ پر حملہ کر دیا ساتھ ہی مسلمانوں کو بھی حملہ کے لئے للکارا۔ اس اتفاقی حملہ سے مسیلمہ گھبرا گیا اور بدحواس ہو کر بھاگا۔ مسیلمہ کے ساتھیوں نے اسکو بھاگتے دیکھا تو کہا کہ تیرا وہ وعدہ کیا ہو گیا جو تیرا خدا

تجھ سے کیا کرتا تھا"۔ مسیلمہ نے کہا کہ یہ موقع ان باتوں کے پوچھنے کا نہیں ہے ہر شخص
کو اپنے اہل وعیال کیلئے لڑنا چاہیئے"۔ محکم بن طفیل نے پکار کر کہا کہ اے بنو حنیفہ باغ
میں گھس جاؤ باغ میں"۔ یہ سنکر بنو حنیفہ مسیلمہ کے باغ حدیقتہ الرحمن میں گھس گئے
اور اندر سے باغ کا دروازہ بند کر لیا حضرت برار بن مالک نے مسلمانوں سے کہا مجھکو باغ
میں اتار دو میں اس کے اندر کافروں سے لڑوں گا۔ مسلمانوں نے کہا ایسا نہیں ہو
سکتا کہ تمہیں ایسے خطرے میں ڈالدیا جائے۔ حضرت برار نے کہا نہیں خدا کی قسم مجھے
باغ میں اتار دو آخر مسلمانوں نے ان کو دیوار پر چڑھا دیا اور وہ باغ میں کود پڑے اب
مرتدوں سے لڑتے بھڑتے باغ کے دروازہ تک گئے اور جاکر باغ کا پھاٹک کھولدیا
اسلامی سپاہ جو باہر کھڑی تھی اندر داخل ہوگئی۔ اور مسلمانوں اور مرتدوں میں فیصلہ کن
جنگ ہونے لگی، دونوں طرف سے بکثرت آدمی کام آئے لیکن بنو حنیفہ کا بہت زیادہ
نقصان ہوا مسیلمہ نے جنگ کا رخ خلاف دیکھکر چاہا کہ جان بچاکر بھاگ جائے
لیکن ایک انصاری نے اسکو پہچان لیا اور حضرت حمزہ کے قاتل وحشی نے جو مسلمان
ہوگئے تھے پکار کر کہا کہ کیا دیکھتے ہو مسیلمہ سلامت نکلا جاتا ہے، وحشی نے وہی
حربہ جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا پھینک کر مارا اور جب مسیلمہ گرا تو انصاری نے
بڑھکر اس کا سر کاٹ لیا۔ وحشی نے پکار کر کہا کہ میں نے حالت کفر میں بہترین خلق
(حضرت حمزہ) کو شہید کیا تھا اور حالت اسلام میں بھی بدترین خلق (مسیلمہ) کو ہلاک کر دیا۔
مسیلمہ کے قتل ہوتے ہی مرتدوں نے بھاگنا شروع کیا لیکن مسلمانوں نے ان کو ہر طرف
سے گھیر کر یا تو مار ڈالا یا گرفتار کر لیا۔ جب مرتدوں سے میدان خالی ہو گیا تو مجاعہ نے
حضرت خالد کو دھوکہ دینے کے لئے کہا کہ ابھی قلعہ میں بہت سے جنگجو آدمی موجود
ہیں جن کو زیر کرنے کیلئے وقت درکار ہے لیکن اگر آپ اس طرح صلح کرنے پر راضی
ہوں کہ قلعہ میں جو مال واسباب ہو وہ لے لیں اور اہل قلعہ کی جان سے تعرض نہ کریں،

تو میں جاکر اہل قلعہ سے صلح کی گفتگو کروں، حضرت خالد نے اجازت دے دی، مجاعہ قلعہ میں گیا تو وہاں عورتوں بچوں اور بوڑھوں اور بیکار مردوں کے سوا ایک آدمی بھی باقی نہیں تھا، مجاعہ نے عورتوں کو مسلح کر کے قلعہ پر کھڑا کر دیا اور حضرت خالد سے آکر کہا کہ اہل قلعہ صرف اپنی امان جان پر صلح نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے قیدیوں کی رہائی بھی چاہتے ہیں، حضرت خالد نے قلعہ کیطرف نظر کی تو مسلح فوج دکھائی دی، ایکہزار سے اوپر مسلمان شہید ہو چکے تھے اور جو باقی تھے اُن میں بہت سے زخمی تھے اسلیئے حضرت خالد نے سونا چاندی اور نصف یا چوتھائی قیدیوں کی رہائی پر صلحنامہ لکھدیا۔ اور قلعہ کا دروازہ کھلنے پر اہل قلعہ کی اصلی حالت معلوم ہوئی تو حضرت خالد نے مجاعہ کو سخت ملامت کی، مجاعہ نے معافی مانگی اور کہا کہ میری قوم میں اس سے زیادہ کی طاقت نہیں تھی، صلح ہو جانیکے بعد حضرت ابوبکر کا خط آیا کہ فتح کے بعد بنو حنیفہ کے تمام بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور لڑکوں اور عورتوں کو قید کر لیا جائے لیکن حضرت خالد عہدنامہ لکھ چکے تھے اسلیئے انہوں نے اس خط کی تعمیل نہیں کی، اور یمامہ کی فتح اور اہل یمامہ کے مسلمان ہونیکے حالات لکھکر اہل یمامہ کی ایک جماعت کے ہاتھ حضرت ابوبکر کی خدمت میں بھیجے۔ حضرت ابوبکر نے اہل یمامہ کو عزت سے ٹھہرایا اور رخصتی کے وقت اُنکو ہدایت کی کہ جاکر اسلام پر قائم رہنا اور ایسے کام کرنا جس سے خدا اور رسول تم سے راضی ہو جائیں۔

مسیلمہ کی جنگ میں کم و بیش ایکہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں بہت سے وہ اصحاب تھے جو بدر و احد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب میں کفار و مشرکین سے لڑے تھے، ان شہدا میں بہت سے حافظ قرآن تھے (جن کی تعداد سات سو بتائی جاتی ہے۔) [1]

[1] ابن خلدون جلد ۲ اور ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ء

حضرت علا ابن حضرمی
مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر

حضرت علا ابن حضرمی اور مرتدین حطم و بحرین کی جنگ

یمامہ کے قریب پہنچے تو ثمامہ بن اثال حنفی اور قیس بن عاصم منقری اور یمن کے دوسرے لوگ آکر حضرت علا کے ساتھ ہوگئے۔ حضرت علا مسلمانوں کو لیکر دہنا کیطرف روانہ ہوئے۔ دہنا کے ریگستان میں پہنچکر آدھی رات ہوگئی۔ اسلیئے حضرت علا نے مقام کردیا۔ اتفاق سے مسلمانوں کے لدے لدائے اونٹ بھڑک کے اور کھانے پینے کا تمام سامان لیکر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اس اتفاقی واقعہ سے یکایک مسلمانوں پر مصیبت کا آسمان ٹوٹ پڑا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ چند گھنٹے میں سورج نکلے گا اور ہم دھوپ کی شدت اور بھوک پیاس کی تکلیف سے اسی ریگستان میں تڑپ تڑپ کر مر جائینگے حضرت علا نے مسلمانوں کو متفکر دیکھا تو اپنے پاس بلاکر کہا کہ کیا بات ہے جو تم اسقدر فکرمند ہو؟ مسلمانوں نے کہا ہم فکرمند کیوں نہ ہوں، ہم صرف رات بھر کے مہمان ہیں، ہمارے پاس نہ کھانا ہے نہ پانی اور نہ سایہ کا کوئی سامان ہے، کل ہم اسی ریگستان مین تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوجائینگے۔ حضرت علا نے کہا۔ تم کو اسقدر مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ تم مسلمان ہو خدا کی راہ میں جہاد کرنے نکلے ہو، انصار اللہ ہو، میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا تم کو تباہ و برباد نہ کرے گا۔ حضرت علا کے توکل اور قوت ایمانی کا کرشمہ دیکھو کہ فجر کی نماز کے بعد وہ مسلمانوں کے ساتھ دعا ہی مانگ رہے تھے کہ تھوڑے فاصلہ پر پانی نظر آیا پانی دیکھکر مسلمانوں نے خوشی کا نعرہ بلند کیا اور وہاں جاکر اچھی طرح پانی پیا اور غسل کیا۔ آفتاب اونچا ہونے سے پہلے ان کے اونٹ بھی لدے لدائے آنے شروع ہوگئے جن کو پکڑ کر انہوں نے پانی پلایا اور خالی برتنوں کو بھر لیا۔

یہاں سے حضرت علا نے ہجر کیطرف کوچ کیا اور حضرت جارود کو جو بحرین کے مسلمانوں کے سردار تھے حکم بھیجا کہ قبیلہ عبد القیس کے مسلمانوں کو لیکر حطم آئیں حضرت

علار نے مسلمانوں کو لیکر ہجر کے قریب مقام کیا اور مشرکین اور مرتدین کے پاس اترے، دونوں طرف خندقیں کھودی گئیں، مجاہدین اسلام اور مرتدین خندق سے نکل کر لڑتے اور پھر خندق میں چلے جاتے۔ اسی طرح ایک مہینہ گذر گیا اور فتح و شکست کا فیصلہ نہیں ہوا۔

ایک روز رات کے وقت دشمنوں کی فوج سے شور و غل اور لڑنے جھگڑنے کی آواز سنائی دی، حضرت علار نے ایک شخص کو دشمنوں کا حال دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ اس نے واپس آکر کہا کہ مرتدین شراب پی پی کر بدمست ہورہے ہیں اور آپس میں شور و غل اور لڑائی جھگڑا کر رہے ہیں۔ یہ سنکر حضرت علار نے مسلمانوں کو لیکر مرتدین مشرکین پر حملہ کر دیا۔ مرتدین شراب کے نشہ میں چور ہو رہے تھے نہ مسلمانوں کا اچھی طرح مقابلہ کر سکے نہ بھاگ سکے بہت سے مارے گئے۔ جو باقی بچے تھے ان میں سے کچھ گرفتار ہوئے اور کچھ دارین کی طرف بھاگ گئے اور شراب خواری کا یہ نتیجہ نکلا۔ حطم بن ضبیعہ مرتدین کا سردار تھا عفیف بن منذر تمیمی نے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور قیس بن عاصم نے اسکی گردن اڑادی، منذر بن نعمان مغرور کو عفیف نے گرفتار کر لیا جو مسلمان ہوگیا۔ صبح حضرت علار نے غنیمت کا مال تقسیم کیا اور عتیبہ بن نہاس اور مثنی بن حارثہ وغیرہما کو جو بنو بکر سے اسلام پر قائم تھے لکھا کہ مرتدین دارین نہ جانے پائیں لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے مرتدین دارین پہنچ چکے تھے، حضرت علار نے اعلان کیا کہ مجاہدین سفر دارین کے لئے تیار ہو جائیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی میں تم کو اپنی قدرت کی نشانی دکھادی تاکہ تم تری میں اسکی قدرت پر بھروسہ رکھو اسلیئے چلو اور راستہ میں دریا پڑے گا اس میں اپنے گھوڑے ڈالدو یہ کہکر حضرت علار سوار ہوئے اور ان کے ساتھ مجاہدین اسلام بھی سوار ہوگئے مجاہدین اسلام اونٹوں پر بھی سوار تھے، گھوڑوں اور خچروں پر بھی، اور پیدل بھی لیکن یہ دعا

پڑھتے ہوئے دریا میں اتر پڑے۔
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ یَا کَرِیْمُ۔ یَا حَلِیْمُ۔ یَا اَحَدُ۔ یَا صَمَدُ
یَا حَیُّ۔ یَا مُحْیِ الْمَوْتیٰ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا
رَبَّنَا۔ خدا کی قدرت سے مسلمان اس طرح دریا سے گذر گئے جس طرح ریت
پر سے گذرتے ہیں، دارین میں ایک رات دن مسلمانوں اور مرتدوں سے جنگ
ہوتی رہی، جس میں مرتدین کے چھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے مارے گئے
اور باقی گرفتار ہو گئے۔

لڑائی فتح ہونیکے بعد حضرت علاء بحرین واپس آئے اور مسلمانوں کو جبرانہ میں
ٹھہرنے کا حکم دیا۔ یہاں مرتدین نے افواہ اڑادی کہ ابو شیبان، تعلبہ اور حر،
شیبانیون کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع کر رہے ہیں حالانکہ وہ لوگ مسلمانوں
کی امداد کے لئے اجتماع کر رہے تھے جب اسلامی فوج ان کے مقابلہ کیلئے گئی
تو مرتدین کے فریب کا حال معلوم ہوا۔ [۵]

حضرت علاء نے مرتدوں کی سرکوبی کی بشارت دینے کے لئے مسلمانوں کی ایک
جماعت حضرت ابو بکر کی خدمت میں بھیجی جس میں ایک راہب بھی تھا جو
مسلمان ہو گیا تھا حضرت ابو بکر نے راہب سے پوچھا کہ تجھکو کس چیز نے مسلمان
ہونے پر آمادہ کیا؟ اس نے کہا تین چیزوں نے اول اس لئے کہ مسلمانوں کے
لئے ریگستان میں نیا چشمہ پیدا ہو گیا اگر میں ایسے دین کو قبول نہ کرتا تو میری
صورت مسخ کردی جاتی دوم مسلمانوں کے لئے دریا پایاب ہو گیا۔ سوم
اس دعا نے جو علی الصباح میں نے اسلامی فوج میں ہوا کے اندر سنی،
مجھے مسلمان کر دیا

[۵] ابن خلدون جلد ۲

حضرت حذیفہ بن محصن، حضرت عرفجہ بارقی، حضرت عکرمہ اور مرتدین عمان و مہرہ کی جنگ

حضرت جیفر حاکم عمان کی اطلاع کے مطابق حضرت ابوبکر نے حضرت حذیفہ کو مرتدین عمان اور حضرت عرفجہ کو مرتدین مہرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو یمامہ میں لکھا کہ وہ حذیفہ اور عرفجہ کی امداد کے لئے روانہ ہو جائیں۔ اس حکم کے مطابق حضرت عکرمہ عمان جاکر حضرت حذیفہ اور حضرت عرفجہ کے ساتھ ہو گئے، حضرت ابوبکر نے ہدایت کی تھی کہ عمان پہنچکر جیفر اور ان کے بھائی عبد کو ساتھ لینا اور ان کی رائے سے کام کرنا اس لئے افسران اسلام نے عمان کے قریب پہنچکر ان دونوں بھائیوں کو بلوالیا۔ لقیط بن مالک جو مرتدین عمان کا سردار اور نبوت کا مدعی تھا اپنی فوج لئے ہوئے شہر ادبا میں مقیم تھا۔ اسلامی لشکر نے ادبا کیطرف کوچ کیا۔ مقدمتہ پر حضرت عکرمہ تھے، میمنہ پر حضرت حذیفہ، میسرہ پر حضرت عرفجہ اور قلب میں حضرت جیفر تھے جن کے ساتھ عمان کے مسلمان رؤسا تھے، فجر کی نماز کے بعد جنگ شروع ہوئی، اسلامی فوج نیچی زمین پر تھی اور مرتدین بلندی پر تھے اسلئے مسلمانوں کی حالت خطرناک تھی لیکن مسلمانوں نے اسکی پروا نہیں کی اور لڑتے ہوئے آگے بڑھے، لقیط نے مسلمانوں کا یہ جوش واستقلال دیکھا تو ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور فوج کو بھی آگے بڑھنے کے لئے للکارا۔ اس پر مرتدوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ قریب تھا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ جاتے لیکن عین اسی حالت میں قبیلہ ناجیہ اور عبد القیس کا گروہ مسلمانوں کی مدد کیلئے آگیا جس سے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور انہوں نے مجموعی قوت سے مرتدوں پر حملہ کر دیا۔ مرتدین شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے تعاقب کر کے بہت سے مرتدوں کو مار ڈالا

اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا۔ مقتولین کی کل تعداد دس ہزار تھی اور قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خمس کے ساتھ حضرت ابو بکر کی خدمت میں جو قیدی بھیجے گئے وہ آٹھ سو تھے۔

حضرت عرفجہ مال غنیمت کے ساتھ مدینہ منورہ چلے آئے اور حضرت حذیفہ نے عمان میں قیام کیا اور حضرت عکرمہ مہرہ چلے گئے۔ قبائل ناجیہ، عبد القیس، راسب اور سعدہ کے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ مہرہ کے لوگ دو فریق ہو گئے تھے اور آپس میں ریاست و امارت کیلئے لڑ رہے تھے، ایک فریق کا سردار سخریت تھا اور ایک فریق کا سردار مصبح تھا، حضرت عکرمہ نے دونوں فریق کو اسلام کی دعوت دی جس کو سخریت نے تو قبول کر لیا لیکن مصبح نے قبول نہیں کیا۔ حضرت عکرمہ نے اپنے ساتھیوں اور سخریت کے طرفداروں کو لیکر مصبح پر حملہ کیا۔ ایک سخت جنگ کے بعد مصبح مارا گیا اور اسکے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے تعاقب کر کے جہانتک پایا مرتدوں کو قتل و گرفتار کیا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فتح کے بعد حضرت عکرمہ نے تبلیغ اسلام کیطرف توجہ کی اور آپکی کوشش سے آس پاس کے تمام قبائل مسلمان ہو گئے۔ [1]

حضرت مہاجر بن امیہ اور مرتدین نجران و کندہ اور حضرموت کی جنگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حضرت مہاجر بن امیہ یمن گئے۔ فروہ بن مسیک نجران میں حضرت مہاجر سے ملے اور ان کو مرتدین کے حالات سے آگاہ کیا۔ دوسرے روز عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکشوح نے مرتدین کو لیکر حضرت مہاجر پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کے لیے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ بیچ میں مسلمان تھے اور چاروں طرف ارتداد کی آگ بھڑک رہی تھی، لیکن خدا نے مسلمانوں کی مدد فرمائی، بیشمار مرتدین مارے

[1] ابن خلدون جلد ۲ اور ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

گئے اور عمرو بن معدیکرب اور قیس بن عبد یغوث گرفتار ہوئے جن کو حضرت مہاجر نے مدینہ منورہ میں بھیجدیا۔ اور حضرت ابوبکر کے سامنے جاکر دونوں نے ارتداد سے توبہ کی اور اسلام قبول کرلیا یہ وہی قیس ہیں جنہوں نے فیروز کے شریک ہوکر اسود عنسی کو قتل کیا تھا اور پھر مرتد ہوکر فیروز سے لڑے تھے۔ اور عمرو بن معدیکرب قیس کے رفیق تھے جو اسود عنسی کے وقت میں مرتد ہو گئے تھے اور جن کو اسود نے اپنا نائب بنالیا تھا حضرت ابوبکر نے عمرو بن معدیکرب کو سخت ملامت کی اور فرمایا کہ تجھکو شرم نہیں آتی کہ مارا مارا پھرتا ہے اور قید و گرفتار ہوتا رہتا ہے، اگر دین کی حمایت کرتا تو خدا تجھکو بلند مرتبہ عطا کرتا۔ عمرو بن معدیکرب نے ندامت سے گردن جھکاکر جواب دیا کہ اب کبھی اسلام سے منہ نہ موڑوں گا۔ حضرت ابوبکر نے دونوں کو معاف کرکے یمن کو واپس کردیا۔ عمرو بن معدیکرب نے فارس کی لڑائیوں میں اسلام کی بڑی خدمت انجام دی اور نہاوند کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت مہاجر بن امیہ نجران کو ارتداد سے پاک کرکے صنعاء آئے وہاں جس نے توبہ کی اس کو چھوڑا اور جس نے انکار کیا اسکو قتل کردیا۔ جب صنعاء بھی ارتداد سے صاف ہوگیا تو حضرت ابوبکر نے آپ کو کندہ کے مرتدین کی سرکوبی کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر کی ہدایت کے مطابق حضرت عکرمہ بن ابی جہل بھی قبائل مہرہ، ناجیہ، ازد، عبدالقیس، کنانہ، اور عنبر کے مسلمانوں کے ساتھ آگئے تھے حضرت مہاجر نے سب کو لیکر کندہ کی طرف کوچ کیا۔ مآرب اور حضرموت کے درمیان پہنچے تو حضرت زیاد بن لبید انصاری عامل اسلام کا خط ملا جس میں جلد سے جلد کندہ پر حملہ کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی، خط دیکھتے ہی حضرت مہاجر نے حضرت عکرمہ کو اپنی جگہ پر چھوڑا اور تھوڑی سی فوج لیکر حضرت زیاد کے پاس پہنچ گئے۔

کندہ میں چار قلعہ تھے جن کو نجیر کہتے تھے۔ کندیوں کا سردار اشعث بن قیس قلعہ

زبرقان میں تھا حضرت مہاجر اور حضرت زیاد نے زبرقان پر حملہ کیا۔ یہاں سکاسک، سکون اور حضرموت کے بہت سے مرتدین جمع تھے لیکن ایک سخت جنگ کے بعد مرتدوں کو شکست ہوئی اور وہ زبرقان چھوڑ کر قلعہ نجیر میں بھاگ گئے۔ اشعث نے اپنی ضرورتوں کیلئے نجیر کا ایک راستہ چھوڑ کر باقی تمام راستوں کو بند کر دیا تھا حضرت عکرمہ نے اُس راستہ پر قبضہ کر لیا، دوسرے راستوں پر حضرت مہاجر اور زیاد قابض تھے جب اشعث محاصرہ سے تنگ آگیا تو اپنے اہل و عیال کو لیکر نکلا اور حضرت زیاد سے کہا کہ اتنے آدمیوں کو امان دیدو تو میں قلعہ کو تمہارے سپرد کر دوں، حضرت زیاد نے اسکو منظور کر لیا اور کہا جاؤ معاہدہ لکھکر لاؤ میں اس پر اپنی مہر کر دوں گا۔ اشعث گیا اور معاہدہ لکھکر لایا۔ حضرت زیاد نے اس پر مہر کر دی۔ اس کے بعد اشعث نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان قلعہ میں داخل ہوئے۔ بہت سے مرتدین مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے جن میں ایکہزار عورتیں تھیں، اسکے بعد عہد نامہ دیکھا گیا تو اسمیں اشعث کا نام نہیں تھا وہ گھبراہٹ میں اپنا نام بھول گیا تھا۔ اسلیئے قیدیوں کے ساتھ اشعث بھی مدینہ منورہ بھیجدیا گیا۔ وہاں اشعث نے ارتداد سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابو بکر نے کندہ کے قیدیوں کو بھی فدیہ لیکر چھوڑ دیا[1]

مدعیان کی نبوت کے قلع قمع اور بڑے بڑے مقامات کی سرکوبی کے بعد نو دس مہینے کے عرصہ میں پوری طرح ارتداد کا استیصال ہو گیا۔ اسلیئے کہ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور ارتداد کا آغاز ہوا اور محرم ۱۲ھ تک حالات اسدرجہ موافق ہو گئے تھے کہ حضرت ابو بکر نے حضرت خالد کو کفار عراق سے جہاد کرنیکے لئے بھیجدیا۔ یا اللہ ایک وہ تھے جنہوں نے ایسے زبردست اور خونخوار مرتدوں کو دس مہینے میں باوجود اپنی کمزوری کے زیر و زبر کر کے فنا کر دیا اور یا مسلمان کر لیا۔ اور ایک ہم ہیں جو ہندوستان کے فتنہ ارتداد کو تین سال میں بھی مغلوب نہ کر سکے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنمیں خلوص تھا اور دین کا سچا جوش تھا اور ہم اس سے محروم ہو گئے ہیں۔

حسن نظامی

[1] ابن خلدون جلد ۲ اور ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶

McGill University Libraries
3 101 336 683 7

ISLAMIC STUDIES LIBRARY

ISLAMIC
BP166.785
N59
1925